رحمت خدا کا اسلامی تصور

The Islamic Concept of GOD's Mercy

Dr. Qaiser Abbas Jafri

Abstract:

The issue of Divine Mercy is an important issue of divine religions. While treating this issue Christian religious scholars claim that the The God in Christianity is merciful and that of Muslims' otherwise. Muslims claim that their God's mercy precedes His wrath. In this backdrop a need was felt to pen down a research-based article to explore the reality. This article is, historically speaking, based on a qualitative-analytical approach where libraries and original sources have been utilized. It concludes that the misconception that Divine Wrath precedes Divine Mercy in Islam has emanated from the lack of forgiveness, patience, and Islamic rationality in some Muslims, irrespective of the fact that Islam is a religion of mercy.

Key words: *The Mercy of God, The Divine Punishment, Concept, Muslim, Christian*

خلاصہ

آسمانی ادیان کا ایک اہم موضوع "رحمتِ خدا" ہے۔ اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے وقت عیسائی اسکالرز دعوی کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے خدا کے برعکس، عیسائیت میں خدا بہت رحیم ہے۔ مسلمان مدعی ہیں کہ خدا کی رحمت، خدا کے غضب پر مقدم ہے۔ اس تناظر میں حقیقت تک رسائی کے لئے اس موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ پیش کرنے کی ضرورت پیش کی گئی۔ اس تحقیق میں تاریخی نقطہ نظر سے توصیفی۔ تحلیلی طریقہ کار اپنایا گیا ہے جس میں لائبریریز اور اصلی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کی انجام دہی کے بعد یہ واضح کیا گیا ہے کہ بعض مسلمانوں میں بخشش، صبر اور اسلامی فراست کی کمی دیکھ کر عیسائی مبلغین یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ دین اسلام میں بھی خدا کا غضب، اس کی رحمت پر غالب ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اور اسلام دین رحمت ہے۔

کلمات کلیدی: رحمت خدا، غضب الٰہی، تصور، مسلمان، عیسائی۔

تعارف

اللہ تعالی کی رحمت ایک ایسا موضوع ہے جو کہ طول تاریخ میں انسانیت کی توجہ کا مرکز و محور رہا ہے۔اس موضوع پر جہاں کتب آسمانی اور رسولان الٰہی نے تاکید فرمائی ہے وہیں بہت سارے علماء اور دانشوروں نے بھی بات کی ہے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں ہر رنگ و نسل کے لوگ اس موضوع سے کسی نہ کسی حد تک مربوط اور اس کے معتقد رہے ہیں کہ جس کا اظہار وہ اپنے ایمان و عقیدہ کے پیش نظر، اپنی گفتار و کردار سے کرتے چلے آئے ہیں۔دین اسلام کی بنیاد رحمت خدا پر رکھی گئی ہے اگر قرآن مجید کا انڈیکس (Index) دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے اس میں تین سو چودہ (۳۱۴) مقامات پر الفاظ کے ہیر پھیر سے رحمت خدا کا ذکر ہوا ہے کہ جن میں فقط لفظ (رحمٰن [1]) جو کہ اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک ہے اور جسے خدا کے علاوہ کسی اور کے ساتھ توصیف نہیں کیا جا سکتا، ایک سو انتر (۱۶۹) مرتبہ آیا ہے [2] اسی طرح سے الفاظ جیسے: "رحیم، یرحم اور رحمۃً" وغیرہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کی رحمت کے آئینہ دار ہیں کہ جن کا متعدد آیات مبارکہ میں ذکر ہوا ہے مثلاً: وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ---(6:133)؛ ترجمہ: "اور آپ کا رب بے نیاز ہے، رحمت کا مالک ہے، اگر وہ چاہے تو تمہیں ختم کرکے تمہاری جگہ جسے چاہے جانشین بنا دے جیسا کہ خود تمہیں دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا ہے۔" وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ(7:156)؛ ترجمہ: "اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔" مَنْ يُصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ---(6:16)؛ترجمہ: "جس شخص اس روز یہ (عذاب) ٹال دیا گیا اس پر اللہ نے (بڑا ہی) رحم کیا اور یہی نمایاں کامیابی ہے۔" يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ---(29:21)؛ ترجمہ: "وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔" أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ (2:157)؛ ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے درود ہیں اور رحمت بھی۔" خَيْراً مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْماً؛(18:81) ترجمہ: "وپاکیزگی میں (بھی) اس (لڑکے) سے بہتر ہو اور شفقت و رحم دلی میں (بھی والدین سے) قریب تر ہو" مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَ الَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُم ---(48:29) ترجمہ: "محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت گیر اور آپس میں مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع، سجود میں دیکھتے ہیں، وہ اللہ کی طرف سے فضل اور خوشنودی کے طلبگار ہیں سجدوں کے اثرات سے ان کے چہروں پر نشان پڑے ہوئے ہیں، ان کے یہی اوصاف توریت میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی ان کے یہی اوصاف ہیں، جیسے ایک کھیتی جس نے (زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور کسانوں کو خوش کرنے لگی تاکہ اس طرح کفار کا جی جلائے، ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالح

بجالائے ان سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعہدہ کیا ہے۔"؛ وَاخْفِضْ لَهُما جَناحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُما كَما رَبَّياني صَغيراً (17:24) ترجمہ: "اور مہر و محبت کے ساتھ ان کے آگے انکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور دعا کرو پروردگارا! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پالا تھا۔"؛ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (17- 90:18) ترجمہ: "اور شفقت کرنے کی تلقین کی۔ (جو اس گھاٹی میں قدم رکھتے ہیں) یہی لوگ دائیں والے ہیں" یا پھر دسیوں مقامات پر فرمایا: ۔۔۔ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ(2:173) ترجمہ: "بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔" وغیرہ سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دین اسلام میں رحمت خدا کی کس قدر فراوان ہے جو کہ خداوند متعال کے وسیع کرم اور مہربانیوں کی طرف اشارہ ہے۔

اس کے بعد جب احادیث پیامبر (ص) اور اقوال ائمہؑ کا مطالعہ کریں تو وہاں پر بھی قرآن مجید کی طرح متعدد مقامات پر رحمت خدا کا ذکر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ایک اور مقام پر آپ (ص) نے فرمایا: اللہ تعالی کی رحمتوں کا ایک فیصد حصہ اس پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور باقی ننانوے فیصد حصہ اگلی دنیا (آخرت) میں نظر آئے گا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا، "اے خدا کے نبی، خدا سے مشرکین کو ختم کرنے کی دعا کریں۔ اس پر آپ (ص) نے فرمایا: مجھے رحم کے لئے پیدا کیا گیا، انتقام کے لئے نہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپؐ نے ہمیشہ راستہ میں کانٹے بچھانے والوں کے راستوں کو صاف کیا، پتھر مارنے والوں کو سینے سے لگایا اور گالیاں دینے والوں کو دعائیں دیتے ہوئے اپنے کردار سے ثابت کیا کہ دین اسلام میں رحمت خدا غضب الہی پر غالب ہے اور اسلامی نقطہ نظر سے انتقام و قصاص لینے کی بجائے معاف کر دینا اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے۔ اس کے بعد فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔[3] علماء اور دانشوروں کے نزدیک اس حدیث کے بیان کا مقصد اسلامی معاشرے میں عفو و درگزر اور بخشش و مہربانی کو رواج دینا ہے کہ جس کی بنیاد پر ایک آئیڈیل اور بہترین معاشرہ استوار کیا جا سکے۔ یوں پیشوایان اسلام ہمیشہ خلق خدا کو اللہ تعالی کی رحمت سے امیدوار رہنے اور مایوسی سے روکتے ہوئے اس بات کی تاکید کرتے رہے ہیں کہ دین اسلام کی تعلیمات کے پیش نظر شرک کے بعد دوسرا بڑا گناہ اللہ تعالی کی رحمت سے نا امیدی[4] ہے۔ لہٰذا مایوسی اور ناامیدی سے روکنا اور رحمت الٰہی کی امید دلوانا اسلامی پیشواؤں اور اولیاء اللہ کا تاریخ اسلام میں خاصہ رہا ہے۔

قرآن کریم میں نہ فقط مومنوں اور نیکوکاروں سے رحمت الہی کا وعدہ کیا گیا ہے بلکہ نہایت ہی نرم اور ملائم انداز میں گناہ گاروں کو بھی اللہ تعالی کی رحمت کی امید دلوائی گئی ہے اور انہیں اللہ سبحانہ و تعالی کی رحمت سے مایوس ہونے سے روکا گیا ہے فرمایا:

قُلْ یا عِبادِیَ الَّذِینَ أَسْرَفُوا عَلی أَنْفُسِهِمْ لا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِیمُ۔ (39:539)

ترجمہ: "کہدیجئے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، یقیناً بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔"

بلکہ آگے چل کر یہ بھی فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالی کی رحمت اس قدر وسیع ہے کہ وہ اللہ تعالی سے امید رکھنے والوں، اس کی طرف لوٹ آنے والوں اور توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو فقط معاف ہی نہیں کرے گا بلکہ ان کو نیکیوں میں تبدیل کردے گا، فرمایا:

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۗ وَكَانَ اللهُ غَفُورًا رَّحِيمًا۔ (25:70)

ترجمہ: "مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل انجام دیا تو اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اللہ تو بڑا غفور و رحیم ہے۔"

یوں اسلامی تعلیمات کے مطابق رحمٰن و رحیم خدا نے انسانوں کو نہایت ہی نرم اور انتہائی امید افزا انداز کے ساتھ اپنی رحمت کی طرف مدعو کیا ہے۔ اور یہ بات دین اسلام میں رحمت الہی کے تصور کی آئینہ دار ہے۔

موضوع کی اس قدر اہمیت کے سبب اس کے ضمن میں عموماً مختلف نوعیت کے سوالات اٹھائے جاتے ہیں کہ جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں: رحمت کے کیا معانی ہیں؟ اللہ تعالی کی رحمت کیا ہے؟ کس وقت اور کیسے میسر ہے؟ اس کے شامل حال ہونے کی علامات اور نشانیاں کیا ہیں؟ اور کون ہیں وہ جو رحمت خدا سے سرشار یا اس سے دور ہیں؟ البتہ اسی موضوع کے ضمن میں بعض متعصب عیسائیوں کی جانب سے یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا رحمت والا نہیں بلکہ عموماً ناراض، بہت انتقامی، غضب والا اور سزا دینے ولا ہے جو کہ گناہ گاروں کو مختلف طریقوں سے دنیا میں بھی سزا دیتا ہے اور مرنے کے بعد بھی انہیں جنہم کی آگ میں جلائے گا جبکہ اس کے برعکس عیسائیوں کا خدا بہت رحم والا اور وسعت قلب و نظر کا حامل ہے، لہٰذا ان کے بقول اس مکتب کی اتباع قرین قیاس ہے کہ جس کا خدا اپنی مخلوق پر شفیق ہے[5] وغیرہ۔ اس اعتراض سے آگاہی کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا حقیقتاً مسلمانوں کا خدا فقط عذاب ہی دیتا ہے جبکہ عیسائیوں کا خدا رحیم ہے؟ وغیرہ۔ یہ کچھ ایسے سوالات اور ابہامات ہیں کہ جن کا علمی، تحقیقی اور روشمند جواب، علمی حلقوں کی ضرورت ہے کہ جسے پورا کرنے کی اس تحریر میں کوشش کی گئ ہے۔

لفظ رحمت کے معانی

رحمت: عربی زبان کا لفظ ہے کہ جس کے اصلی کلمات "ر ح م" ہیں۔ یہ لفظ مختلف مقامات پر مختلف صورتوں میں استعمال ہوتا ہے کہ جن میں رحم، رحمٰن، رحیم، رحموت، رحمی اور رحمۃً وغیرہ شامل ہیں۔ اس لفظ کے معانی، مہربانی، احسان، بارش، برکت، برکھا، درود، سلام، شفقت، عفو، عنایت، فضل، مرحمت، نوازش، فیض، عطیہ، سخاوت، فیاضی، خدا کی طرف سے برکت، ایک چھوٹی دعا، اور کرم[6] وغیرہ کے ہیں کہ جس کے لئے فارسی زبان میں دلسوزی، مہربانی یا پھر ایسی بخشش و عطا کہ جو صرف اللہ تعالی سے مربوط ہو[7] کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور انگلش میں "Mercy, God Mercy, Grace, Bounty, Divine Favors,"[8] وغیرہ اس لفظ کے مترادف بیان ہوئے ہیں۔ لفظ رحمت کے مذکورہ بالا لفظی معانی کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ رحمت، خداوند متعال کی ایک صفت ہے اور اس سے مراد اللہ تعالی کا وہ لطف و کرم ہے کہ جو ہر وقت کائنات کی ہر شئے اور خصوصاً بنی آدم کے شامل حال ہے[9] کہ جن میں مسلم و کافر، مشرک و ملحد، امیر و غریب، گورے و کالے، عرب و عجم، نیکوکار اور گناہ گار وغیرہ سب شامل ہیں، یا پھر یہ کہ رحمت نرم دل کی اس کیفیت کا نام ہے کہ جس سے کسی پر احسان کیا جاتا ہے، البتہ بعض مرتبہ احسان، دل کی نرمی کے بغیر بھی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں پر بھی اللہ تعالی کی رحمتوں کا اس کے بندوں کے شامل حال ہونے کا تذکرہ ہوا ہے، اس سے اگرچہ مراد احسان، فضل و کرم وغیرہ ہے لیکن کیفیت قلبی کا ذکر نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی کی مقدس ذات دل کی بدلتی ہوئی حالتوں اور کیفیتوں سے ماورا ہے۔ البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ انسانوں کے لئے رحمت ان کے نرم دل ہو کر احسان کرنے کا نام ہو جبکہ اللہ تعالی کے لئے حکمت کے ساتھ احسان ہو۔

یہاں پر اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری کہ اگرچہ لفظ "رحم" (بفتح اوّل و کسر دوّم) کے ساتھ رحم زن یا جنین کے رشد کے مقام کو کہتے ہیں کہ جس کی جمع ارحام[10] ہے لیکن اس تحریر میں لفظ "رحم" ان معنوں میں نہیں لیا گیا ہے بلکہ اس تحریر میں رحم (بروزن قفل) لیا گیا ہے کہ جس کے معنا مہربانی وغیرہ کے ہیں۔[11]

اللہ تعالی کی رحمت کیا ہے؟:

اس کائنات کی خلقت در حقیقت رحمت خدا کا ایک شاہکار ہے کہ جس کے حُسن و جمال اور نظم و ضبط میں رحمت الہی مشہود و ملموس ہے لہٰذا کائنات کا حُسن اور نظم اللہ تعالی کی رحمت کا اس جہان پر سایہ ہونے کی زندہ دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی نظر میں دنیا و آخرت کی ہر نعمت کو اللہ تعالی کی رحمت سے تعبیر کیا گیا ہے[12] کہ جن میں سے چند ایک کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جاتا ہے:

1۔- **بہشت:** «وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَتِ اللَّهِ»(3:107)؛

ترجمہ: " اور جن کے چہرے روشن ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے۔"

2- **قرآن** «وَلَقَدْ جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ» (7:52)

ترجمہ: "اور ہم ان کے پاس یقیناً ایک کتاب لاچکے ہیں جسے ہم نے ازروئے علم واضح بنایا ہے جو ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے۔"

3- **تورات** «وَمِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَاماً وَرَحْمَةً» (11:17)؛

ترجمہ: "اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (بھی دلیل ہو جو) راہنما اور رحمت بن کر آئی ہو؟"

4- **نبوّت** «يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً» (11:63)

ترجمہ: : "صالح نے کہا: اے میری قوم! یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل رکھتا ہوں اور اس نے اپنی رحمت سے مجھے نوازا ہے"

5- **پیغمبر** «وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْراً مَقْضِيًّا» (19:21)؛

ترجمہ: "اور یہ اس لئے ہے کہ ہم اس لڑکے کو لوگوں کے لئے نشانی قرار دیں اور ہماری طرف سے رحمت ثابت ہو اور یہ کام طے شدہ ہے۔"

«وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ» (21:107)؛

ترجمہ: "اور (اے رسول) ہم نے آپ کو بس عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

6- **بارش**: «فَانْظُرْ إِلَى آثَارِ رَحْمَتِ اللهِ كَيْفَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا» (30:50)

ترجمہ: "اللہ کی رحمت کے اثرات کا نظارہ کرو کہ وہ زمین کو کس طرح زندہ کر دیتا ہے اس کے مردہ ہونے کے بعد۔"

یوں اللہ تعالی نے رحمت کو اپنے لئے ضروری کر لیا ہے لہٰذا کی رحمت تمام موجودات کو شامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی تمام مہربانوں سے بڑا مہربان ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے رحیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

«كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ» (6:54)

ترجمہ: "تمہارے رب نے رحمت کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے۔"

یا یہ کہ فرمایا: « رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْماً» (40:7)

اور اسی طرح

«وَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ»(21:83،7:151)؛ترجمہ: "اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔" «وَ هُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ»(12:64،92) ترجمہ: "اور وہ سب سے بہترین رحم کرنے والا ہے۔" وغیرہ۔ دیلمی ابو جعفرؑ سے ایک روایت نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے محمد (ص) وآل محمدؑ اور اسی طرح قرآن کریم اللہ تعالی کی بزرگ ترین رحمتیں ہیں۔[13] کہ جس کا اشارہ قرآن کریم اس طرح سے ہوا ہے:

وَ ما أَرْسَلْناكَ إِلاَّ رَحْمَةً لِلْعالَمِينَ(21:107) ترجمہ: "اور (اے رسول) ہم نے آپ کو بس عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

رحمت خدا کے ضمن میں اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالی کی رحمت دو طرح کی ہے کہ جن میں سے ایک رحمت عام اور دوسری خاص ہے[14]۔ رحمت عام تمام موجودات کے شامل حال ہے کہ جیسے خلق کرنا اور رزق دینا، صحت و سلامتی دینا اور اولاد دینا وغیرہ لہٰذا متعدد مفسرین کے نزدیک اسی رحمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا: «وَ رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ» یا پھر «رَبَّنا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَ عِلْماً» وغیرہ۔ جبکہ رحمت خاص وہ ہے جو مومنین کے لئے مخصوص ہے اور دوسرا کوئی بھی اس میں شریک نہیں ہے۔ جیسے: «أُولئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ»(2:157)، ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے درود ہیں اور رحمت بھی۔" یا پھر «وَ اللهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشاءُ»(2:105) ترجمہ: "حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔"

اور اسی طرح «وَ كانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيماً»(33:43) ترجمہ: "اور وہ مومنوں کے بارے میں بڑا مہربان ہے۔" حضرت علیؑ نے دعای کمیل میں رحمت خدا کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا: خدایا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر کہ جس نے کائنات کی ہر شئے کو اپنے قبضہ قدرت میں لیا ہوا ہے[15]۔ پس یہ اللہ تعالی کی رحمت ہی ہے کہ جس کے سبب کائنات کی ہر چیز کا وجود باقی ہے ورنہ ممکن ہی نہیں کہ بغیر رحمت خدا کے کوئی شے اپنا وجود برقرار رکھ سکے اور اس طرح آیات و روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ رحمت عمومی خدا کائنات کی ہر شے کے شامل حال ہے۔

اسلام اور رحمت خدا

اگرچہ دین اسلام میں رحمت خدا ہمیشہ غضب الہی پر غالب نظر آتی ہے لیکن تاریخ اسلام کے کچھ مسلم اسکالرز نے اپنے قلم و کلام سے غضب الہی کو رحمت خدا پر فوقیت دیتے ہوئے مختلف نظریات پیش کئے کہ جن سے آشنائی کے بعد یوں لگتا ہے کہ خداوند متعال کا غصب اس کی رحمت پر حاوی ہے۔ حسن بصری عموماً کہا کرتے تھے: تعجب اس

بات پر ہے کہ یہ لوگ (اہل دنیا) اس قدر گناہ اور اللہ تعالی کی معصیت و نافرمانی کرنے کے بعد کیسے بخشے جائیں گے۔[16] شاید ان کے بیان کا مقصد عذاب الہی سے ڈرا کر انسانیت کو اطاعت پروردگار پر لانا ہو لیکن ظاہر میں انہوں نے رحمت خدا پر غضب الہی کو فوقیت و برتری دی ہے اسی لئے انہیں مخلوق کے گناہوں کو دیکھ کر ان کے بخشے جانے پر تعجب ہوا کرتا تھا۔ البتہ اس فکر و نظر کے حامل افراد اسلام کی پوری تاریخ میں رہے ہیں اور آج تک موجود ہیں کہ جو دانستہ یا غیر دانستہ ایسے افکار کے ذریعے اغیار کو دین مبین اسلام کی نورانی پیشانی پر داغ لگانے کا موقع دیتے رہتے ہیں۔اس لئے بعید نہیں کہ کچھ ایسے دانشوروں کے افکار و نظریات کا مطالعہ کرنے کے بعد بعض متعصب عیسائی پادریوں نے یہ کہا ہو کہ مسلمانوں کا خدا ہمیشہ غضبناک، ناراض، عضیلا، انتقام لینے والا اور سخت ترین عذاب دینے والا ہے جبکہ عیسائیوں کا خدا اس کے برعکس محبت کرنے والا رحیم و کریم ہے۔

جب مکتب اہل بیت نبوتؑ کا مطالعہ کریں تو اللہ سبحانہ و تعالی کا کرم اس کے غضب پر حاوی نظر آتا ہے جیسا کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) رسول خداﷺ سے ایک حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی کو اس بندے پر تعجب ہوتا ہے کہ جو خداوند متعال کی اس قدر وسیع رحمتوں کے ہوتے ہوئے اپنی بخشش سے مایوس ہو جاتا ہے۔[17] یا پھر یہ کہ حسن بصری کا یہی شعار (سلوگن) جب امام علی زین العابدینؑ کے ہاں پہنچا تو آپؑ نے فرمایا: تعجب اس بات پر نہیں کہ گناہ گار کیسے بخشے جائیں گے بلکہ تعجب اس بات پر ہے کہ لوگ اللہ تعالی کی اس قدر وسیع رحمت کے باوجود کس طرح عذاب الہی میں گرفتار ہوں گے؟[18] اس لئے کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ لہٰذا دین اسلام کی تعلیمات کے پیش نظر ایسے فقہاء اور علماء سے بیزاری اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو لوگوں کو رحمت خدا سے مایوس کرتے ہوں۔[19] جب آپؑ کا زہری کے پاس سے گزر ہوا تو وہ دیوانوں اور پاگلوں کی طرح ہنستا ہوا ادھر ادھر پھر رہا تھا، آپؑ نے اس کے اس عمل کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے اور اب رحمت خدا سے ناامید ہو کر پاگل ہو گیا ہے۔ جس پر آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! خداوند متعال کی رحمت سے ناامید ہونا، قتل کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔[20] تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ فقط امام سجادؑ نے رحمت الہی کے بارے میں اس قدر حسن ظن رکھنے اور اس سے امیدوار رہنے کی بات نہیں کی بلکہ تمام آئمہ معصومینؑ کے اقوال سے یہ نقطہ نظر ثابت ہے اور انہوں نے رسول گرامی اسلام (ص) کی سیرت طیبہ سے اسے دریافت کیا ہے۔ لہٰذا حقیقت یہی ہے کہ امام زین العابدینؑ نے بھی یہ نقطہ نظر اپنے آباء و اجداد سے ارث میں پایا تھا کہ جس کی ایک مثال دعای کمیل کے ذیل میں بیان ہوئی اور دوسری مناجات ماہ رمضان میں قابل مشاہدہ ہے کہ جہاں پر حضرت علیؑ فرماتے ہیں: میرے مولا اے میرے مولا آپ بخشنے والے ہیں اور میں بخشش کا طلبگار، لہٰذا بخشنے والے کے سوا کون ہے جو بخشش کے طلبگار کو بخش دے۔[21]

جب دین اسلام کا نزدیک سے مطالعہ کریں تو اس کے ہر شعبہ میں رحمت خدا، غضب الٰہی پر حاوی نظر آئے آتی ہے، چاہے وہ دین اسلام کا لیگل سسٹم (League) ہو یا ایتھیکل سسٹم (Ethical System) ہو، مثال کے طور پر آپ دین اسلام کے لیگل سسٹم کو دیکھ لیجئے کہ جب اس کے کریمنل لاء پر توجہ کریں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ فقہ اسلامی میں قصاص لینے پر بخش دینے کو بہت زیادہ اہمیت و فضیلت دی گئی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: وَ كَتَبْنا عَلَيْهِمْ فيها أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَ الْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ وَ الْجُرُوحَ قِصاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِما أَنْزَلَ اللهُ فَأُولئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ (5:45)

ترجمہ: "اور ہم نے توریت میں ان پر (یہ قانون) لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت ہیں اور زخموں کا بدلہ (ان کے برابر) لیا جائے، پھر جو قصاص کو معاف کردے تو یہ اس کے لئے (گناہوں کا) کفارہ شمار ہوگا اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلے نہ کریں پس وہ ظالم ہیں۔

دوسری جگہ پر ارشاد ہوتا ہے:

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْأُنْثى بِالْأُنْثى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخيهِ شَيْءٌ فَاتِّباعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَ أَداءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسانٍ ذلِكَ تَخْفيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدى بَعْدَ ذلِكَ فَلَهُ عَذابٌ أَليمٌ۔

ترجمہ: "ایمان والو! تمہارے اوپر مقتولین کے بارے میں قصاص لکھ دیا گیا ہے آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اب اگر کسی کو مقتول کے وارث کی طرف سے معافی مل جائے تو نیکی کا اتباع کرے اور احسان کے ساتھ اس کے حق کو ادا کر دے۔ یہ پروردگار کی طرف سے تمہارے حق میں تخفیف اور رحمت ہے لیکن اب جو شخص زیادتی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب بھی ہے۔"

مذکورہ بالا آیات میں اگرچہ قصاص کی تاکید کی گئی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی یہ فرمایا گیا کہ معاف کر دینا اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ عمل کیونکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالی معاف کرنے والوں کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ رسول خدا (ص) کے چچا حضرت حمزہ کی شہادت کے کئی سال بعد جب ان کا قاتل رسول خدا (ص) کے پاس آیا تو آپ (ص) نے اس کو معاف کر دیا۔ یہ شخص آپ (ص) کے پاس آیا تو آپ (ص) نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا میں وہی وحشی ہوں جس نے آپ کے چچا حضرت حمزہ کو جنگ احد میں قتل کیا تھا آپ (ص) نے اسے معاف کر دیا۔ یا پھر فتح مکہ کے موقع پر جب اسلام اور مسلمین، ان کفار اور مشرکین مکہ پر غالب آچکے تھے

کہ جنہوں نے مسلمانوں کو اذیتیں پہچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، تو فتح حاصل کرنے کے بعد آپ (ص) نے جس طرح سے عام معافی کا اعلان کیا وہ آج تک تاریخ بشر میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس لئے ان متعصب عیسائی اسپیکرز سے یہ کہا جائے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ دین اسلام غصے، غضب اور انتقامی دین ہے اور عیسایت الفت و محبت کا، کہ یہ تاریخی حقایق اور مذکورہ بالا آیات و روایات ہیں کہ جن کو دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ دین اسلام میں رحمت خدا، الفت و محبت اور عفو و بخشش کس طرح شامل اور کس قدر عفو در گزر کی تاکید کی گئ ہے۔
دین اسلام میں خدا کی رحمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ابلیس ملعون اربوں کھربوں انسانوں کو گمراہی، گناہ اور اللہ تعالیٰ کی معصیت پر لگانے کے باوجود بھی قیامت کے دن اپنی بخشش کی امید رکھتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے آگاہ ہے۔ [22] لہٰذا اس طرح کے بے شمار واقعات، آیات اور روایات دین اسلام کے ،دین رحمت ہونے کی واضح دلیل ہیں۔ لیکن کیونکہ عموماً انسانوں کی طرف سے عفو و در گزر محدود ہوتا ہے اور وہ معاف کرنے کی بجائے قصاص لینے کو پسند کرتے ہیں اس لئے ہمیں ایسا لگتا ہے کہ مسلمانوں کا خدا بھی انتقام لینے والا ہے اور اس کے بندے بھی اسی سنت الہی کو اختیار کئے ہوئے ہیں جبکہ اس کے برعکس اللہ تعالی کی رحمت بشر کے فکر و نظر میں آنے والی نہیں کیونکہ وہ بے انتہا و بے مثال ہے۔ پس مذکورہ بالا آیات و روایات کی روشنی میں اسی نقطہ نظر کو دین اسلام کی اصلی روح کہا گیا ہے کہ اسلام کی نظر میں رحمت خدا غضب الہی پر غالب ہے۔

رحمت خدا کیسے میسر ہے؟

ویسے تو کائنات کی ہر چیز اور خصوصاً حضرت انسان کا وجود رحمت خدا کے میسر اور شامل حال ہونے کی ایک زندہ دلیل ہے اور وہ اس دنیا میں اللہ تعالی کی بے شمار نعمتوں میں غوطہ ور اور ہر آن ان سے مستفیذ ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بے حساب نعمتیں اس کی ذات نے اپنے رحمٰن ہونے کے سبب ہر کسی کو بغیر مانگے عطا کی ہیں۔ امام علی بن حسینؑ نے بندوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات، اس کی رحمتوں اور مہربانیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صحیفہ سجادیہ میں فرماتے ہیٖ: خدایا اگر میری عمر قیامت تک لمبی ہو جائے اور میں اپنی پوری زندگی میں اپنے علم و معرفت کے پیش نظر مسلسل تجھ سے مانگتا رہوں، توجو کچھ میں تا صبح قیامت تجھ سے مانگ سکتا، اس سے کہیں زیادہ تیری ذات نے ہمیں بغیر مانگے پہلے ہی سے عطا کر دیا ہے۔ لہٰذا رحمت عمومی خدا ہر وقت ہر شخص کے شامل حال ہے۔

البتہ کچھ رحمتیں ایسی بھی ہیں کہ جنہیں رحمت خاص خدا کہا جاتا ہے کہ جن کا ذکر مذکورہ بالا سطور میں کیا گیا ہے، لہٰذا ان رحمتوں کے حصول کو انسان کی کوشش اور کاوش کے ساتھ مربوط کر دیا گیا ہے تاکہ نظام طبیعت کا حسن جو کہ کوشش اور کاوش میں پنہاں ہے برقرار رہے اور انسان اپنی محنت کے ذریعے اپنی خواہشات کے حصول یا مطلوبہ اہداف

تک رسائی حاصل کر سکے کہ جس کا نقشہ قرآن کریم نے اس طرح سے کھینچا ہے: وَ أَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسانِ إِلاَّ ما سَعى،(53:39) ترجمہ: "اور یہ کہ انسان کو صرف وہی ملتا ہے جس کی وہ سعی کرتا ہے۔" اس نص قرآنی کے ضمن میں ایک کلی قانون بتا دیا گیا ہے کہ جو نظام طبیعیت ہے کہ جس کو لبیک کہنے والا ہی مطلوبہ اہداف تک رسائی حاصل کر سکتا ہے، اور اس میں مسلم و کافر مؤمن و مشرک سب کے لئے قانون مساوی ہے لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوشش کرنے والا، محنت کرنے والا اور تگ و دو کرنے والا کافر، مشرک، ملحد اور زندیق ہی کیوں نہ ہو جب وہ نظام فطرت کے اس امر کو لبیک کہتے ہوئے کوشش میں لگ جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کی محنت کا صلہ اسے ضرور دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ فارسی زبان کی معروف ضرب المثل میں اس مفہوم کو یوں بیان کیا گیا ہے (جوینده یابنده است) یعنی تلاش کرنے والا ہی پانے والا ہے، چاہے وہ کسی بھی مذہب و مکتب یا رنگ و نسل سے تعلق رکھتا ہو۔

کوشش کرنے کے نتیجے میں جو چیز ہاتھ آتی ہے اس کے بارے میں سو فیصد یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ رحمت خدا ہی ہے کیونکہ رحمت کے حصول کے لئے کوشش سے پہلے اس کا راستہ اور جہت مشخص کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے اور جب تک اس کا راستہ صحیح (احکام الہی کی حدود کے اندر) نہیں ہوگا اس وقت تک اس کے نتائج رحمت کی صورت میں نمودار نہیں ہو پاتے لیکن محنت کا پھل ضرور مل جاتا ہے۔ کئی مرتبہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض افراد کو ان کی کوشش کے بدلے بعض دفعہ رحمت کی بجائے عذاب و عقاب ملتا ہے کیونکہ انہوں نے غلط اور ناجائز کام کے لئے کوشش کی ہوتی ہے یعنی کوئی شخص کوشش تو کرتا ہے لیکن تعمیر کی بجائے تخریب کے لئے کوشش کرتا ہے تو ایسے شخص کے لئے یہ ہے کہ برائی اور تخریب کا انجام برا ہوتا ہے اس لئے ناجائز کاموں کے لئے کوشش کرنے والا بھی آخر ایک دن اپنے مطلوبہ اہداف تک رسائی حاصل کر لیتا ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی یہ کامیابی اس کے لئے رحمت خدا ہی ہے۔ مثال کے طور پر یزید ابن معاویہ نے اقتدار کی ہوس، بنی ہاشم سے بدلہ لینے اور اپنی حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے اپنے راستے سے تمام روکاٹیں دور کرنے کی کوشش کی اور ظاہر میں اس نے اپنے مخالفین یعنی خاندان رسول (ص) اور سید الشہداء حضرت حسین ابن علیؑ اور ان کے اصحاب کو کربلا میں شہید کروا کر کامیابی حاصل کر بھی لی، لیکن آج تک کوئی محدث، مفکر، دانشور، عالم اور مورخ یہ بات کہنے کو تیار نہیں کہ اس کی یہ کامیابی اس کے لئے رحمت تھی، حالانکہ اس نے ظاہراً جنگ کربلا میں اپنے دشمنوں کو شہید کروا کر اور ان کے اہل و عیال کو اسیر بنا کر کامیابی حاصل کی تھی۔

اس طرح سے کوشش کے بدلے میں ہاتھ آنے والی ہر کامیابی رحمت خدا نہیں ہوتی بلکہ رحمت خدا ایک ایسا احسان ہے کہ جو انسان کے لئے ہر دو جہان میں خیر سے مربوط ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص کوشش کرکے شریر بن کر شر پھیلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو یہ رحمت خدا کے سبب نہیں بلکہ اس کی اپنی کوشش کے بدلے میں ہے اور یہی

فلسفہ ہے اسلام میں عذاب و عقاب کا۔ اس لئے رحمت کے حصول کے کوشش سے پہلے راستے کا تعین ضروری ہے اور یہ خود انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً،(76:3) ترجمہ: "ہم نے اسے راستے کی ہدایت کر دی خواہ شکر گزار بنے اور خواہ ناشکرا۔" اس طرح سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوشش کے نتیجے میں ملنے والی ہر انسانی خواہش رحمت خاص خدا نہیں بلکہ رحمت وہ ہے جو خالصتاً اللہ تعالی کی رضا کے حصول کے لئے ہو اور احسان، بھلائی اور کرم پر مبنی ہو۔

آیات قرآنی احادیث نبوی (ص) اور روایات معصومینؑ میں اللہ تعالی کی رحمت خاص کے حصول کے اگرچہ کافی زیادہ طریقے بتائے گئے ہیں کہ جن کا ذکر کتب اربعہ اور صحاح ستہ کے علاوہ فریقین کی متعدد کتب میں ہوا ہے، لیکن یہاں نمونہ کے طور پر چند ایک مصادیق کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے کہ جن میں سے ایک راستہ اللہ تعالی سے دعا کرنا ہے: روایت میں ہے کہ: جب بھی خداوند متعال اپنے بندے کو دعا کی توفیق دیتا ہے، تو جلد ہی اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور جو کوئی بھی دعا کرتا ہے وہ نابود نہیں ہوتا، حتی کہ جو شخص اللہ تعالی سے کچھ نہیں مانگتا خداوند متعالی اس سے ناراض ہو جاتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ بندہ اپنے مولا و داتا سے طلب کرے اگرچہ جوتے کا ایک تسمہ ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا فرمایا کہ مؤمن کا ہتھیار دعا ہے اور دعا بہترین عبادت اور عبادتوں کی روح ہے۔[23] البتہ دعا کی قبولیت کی بھی کچھ شرائط ہیں کہ جن میں سے ایک یہ کہ دعا کرنے والے کا دل لہو و لعب میں مشغول نہ ہو اور انسان کی خوراک اور لباس مال حلال سے خریدا گیا ہو[24] کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

«إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ»(5:27) ترجمہ: "اللہ تو صرف تقویٰ رکھنے والوں سے قبول کرتا ہے۔"

روایات میں ہے کہ حصول علم اور علم کی تلاش سے بھی رحمت خدا انسان کے شامل حال ہوتی ہے۔ جیسا کہ جابر بن یزید جعفی امام محمد باقر (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ: کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جو دن یا رات کے وقت علم کی تلاش کرتا ہو اور رحمت خدا اس کے شامل حال نہ ہو۔ پس طالب علم کو فرشتے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے اللہ سبحانہ و تعالی کے زوار، خدا آپ کو سلامت رکھے! اور بہشت میں، وہ اسی راہ راہ پر چلتا رہے گا کہ جسے اس نے دنیا میں طلب علم کے لئے انتخاب کیا تھا۔[25] اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم ہمیشہ رحمت خدا کے سایہ میں ہے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کے لئے رسول خدا نے رحمت خدا کی دعا کی ہے ان میں نیک اولاد، نیک والدین، نیک ہمسایہ اور نیک سلطان کی مدد کرنے والے ہیں۔[26] اس کے علاوہ ایک مؤمن کو دوسرے مؤمن کے لئے بھی رحمت کہا گیا۔ اسماعیل ابن عمار صیرفی کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے چھٹے امامؑ سے عرض کیا: قربان جاؤں آپ پر کیا ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے رحمت ہے؟ فرمایا: ہاں، میں نے عرض کی، ایسا کیسے ممکن ہے؟ فرمایا: ہر مومن ضرورت کے وقت اپنے مؤمن بھائی کے پاس آتا ہے، یہ اس کے لئے اللہ سبحانہ و تعالی

کی رحمت ہے کہ اس نے اس بات کی زینہ سازی کی کہ ایک مؤمن اپنی حاجت لے کر اس کے پاس آیا، اگر اس نے اس کی ضرورت پوری کر دی تو اس نے رحمت خدا کو قبول کر لیا کہ اللہ تعالی قیامت تک اپنے پاس محفوظ رکھے گا اور اگر حاجت رد کر دی تو در حقیقت اس نے رحمت خدا کو اپنے ہاں سے واپس لوٹا دیا۔[27]

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ ایک حقیقت کہ جب مؤمنین مشکل کے وقت ایک دوسرے کے کام آتے ہیں تو ان کے درمیان اخوت و برادری پر مشتمل روابط استوار ہوتے ہیں کہ جو ان کے مابین اتفاق و اتحاد کا سبب بنتے ہیں۔ یہ اتحاد رحمتوں کے حصول اور اللہ تعالی فضل و کرم کے نزول کا سبب بنتا ہے۔ مومنین کے باہمی روابط اور ان کی ایک دوسرے کے حق میں خیر خواہی ہی وہ واحد راستہ ہے کہ جس سے کائنات کی مشینری احسن انداز میں چلتی اور ترقی و پیشرفت کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔اس حقیقت کی طرف قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اشارہ ہوا ہے کہ جن میں سے ایک دو نمونے مندرجہ ذیل ہیں: وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ(48:29) ترجمہ: "اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت گیر اور آپس میں مہربان ہیں۔" کہ رسول خدا (ص) کے ساتھ جو مومنین ہیں وہ کفار کے مقابلے میں سخت جبکہ آپس میں رحیمانہ روابط اور تعلقات کے حامل ہیں۔ اسی طرح دوسرے مقام پر آیا ہے: ۔۔۔ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ(90:17،18) ترجمہ: "پھر یہ شخص ان لوگوں میں شامل ہوا جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کرنے کی نصیحت کی اور شفقت کرنے کی تلقین کی۔ (جو اس گھاٹی میں قدم رکھتے ہیں) یہی لوگ داہیں والے ہیں۔"

مؤمنین ایک دوسرے کو رحم اور احسان پر مبنی روابط برقرار کرنے کی نصیحت کرتے ہیں اور یہی لوگ اصحاب یمین ہیں کہ جو فلاح پانے والے ہیں۔ اگرچہ "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" اپنے اندر ایک اوقیانوس کی وسعت سے زیادہ مفاہیم رکھتا ہے اور بذات خود گویا ہے لیکن بات کی وضاحت کے لئے اتنا اشارہ کرنا ضروری ہے کہ دنیا کی بہشت برین اسی حکم خدا اور تاکید قرآنی میں پنہان ہے کہ جس کی بنیاد میں "رحمت خاص خدا" ہے۔اگر کسی زمانہ میں یہ دنیا بہشت نما بنی تھی تو اس کی اساس میں "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" تھا اور اگر آگے چل کر پھر کبھی بنے گی تو بھی "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" ہی کی بنیاد پر۔ لہٰذا یہ وہ اختیاری عمل ہے کہ جو اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے بندوں کے اختیار میں دے دیا ہے کہ جب وہ چاہیں اس سے استفادہ کرتے ہوئے رحمت خدا سے کمال کی حد تک لطف اندوز ہوں۔ کیونکہ انسانی اور خصوصاً اسلامی معاشرے کو وحدت اور اتحاد یا پھر رحمت خاص خدا کے بغیر آئیڈیل اور پسندیدہ معاشرہ نہیں بنایا جا سکتا ہے۔ رسول خدا (ص) اور دیگر تمام آئمہ و معصومینؑ نے معاشرہ میں اتحاد و اخوت کو عام کرنے اور رحمت خاص خدا کے حصول کے لئے جس قدر تاکید فرمائی ہے اس کا اندازہ رسول خدا (ص) کی اس حدیث سے لگایا

جاسکتا ہے: کہ پیامبر اسلام (ص) نے فرمایا: "من لا یرحم لا یرحم" یعنی اگر کوئی اپنے لئے رحمت کا طلبگار ہے کہ یقیناً ہر کوئی اس کا طلبگار ہے تو اسے چاہیے کہ وہ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرے تا کہ اسلامی معاشرہ میں اتحاد و اخوت کو فروغ ملے اور اسلامی معاشرہ رحمت خاص خدا کی بنیاد پر استوار ہو سکے۔

اس کے علاوہ رحمت خاص خدا کے حصول کا ایک اور ذریعہ اولاد کا اپنے والدین کے ساتھ ایک تو خود رحمت و احسان پر مبنی سلوک ہے کہ جس کا اشارہ قرآن کریم میں یوں ہوا ہے: وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ(17:24) ترجمہ: "اور مہر و محبت کے ساتھ ان کے آگے انکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور دعا کرو پروردگارا! ان پر رحم فرما۔" اور دوسرا ان کے حق میں اللہ تعالی سے رحمت کی دعا بھی کرنا ہے کہ جس کے لئے ارشاد ہوتا ہے: وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً (17:24)۔ترجمہ: "پروردگارا! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پالا تھا۔" اور یہ عمل اولاد کے فرائض میں سے ہے۔ اگرچہ اس حکم خداوندی کی انجام دہی سے اولاد کا والدین پر کوئی احسان نہیں، بلکہ ان کے فرائض ادائیگی ہے لیکن اس کی جزا کے طور پر اللہ تعالی اپنی خاص رحمتیں ایسی اولاد پر نازل فرماتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں ماں کے ساتھ مہربانی کی اور بھی زیادہ تاکید کی گئی ہے، اسلام کہتا ہے جب تم اپنی ماں کے شکم میں نو ماہ تک تھے تو تمہیں معلوم ہے کہ کس طرح اس نے تمہارے ساتھ بھلائی کی اور تم پر رحم کیا؟ اس نے تمیں نو ماہ اپنا خون پلایا، اس نے تمہارے والد اور بہن بھائیوں کی خدمت کی وغیرہ وغیرہ، یہی وجہ ہے کہ چوتھے امام حضرت علی ابن الحسینؑ فرماتے ہیں: اے اللہ مجھے اپنی ماں کا اس طرح فرماں بردار بنادے کہ جیسے پیاسے انسان کے لئے میٹھا پانی عزیز ہو، مجھے اپنی والدہ کا ایسے فرمانبردار بنادے کہ جیسے نیند کے مارے کے لئے پرسکون نید عزیز ہو، و ۔۔۔، اس لئے کہ امامؑ نے اپنی والدہ ماجدہ کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ امامؑ کی ولادت کے چند دن بعد ان کی ماں کا انتقال ہو گیا تھا اور اس طرح آپؑ کی فیلنگز تشنہ رہ گئی تھیں، لہٰذا قرآن اور احادیث مبارکہ میں حکم دیا گیا ہے کہ والدین کے ساتھ ایسا برتاؤ کروں کہ: فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلاً كَرِيماً،(17:23) ترجمہ: "تو انہیں اف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا بلکہ ان سے عزت و تکریم کے ساتھ بات کرنا۔"

والدین کے ساتھ رحمت پر مبنی سلوک کرو، اور یہ بھی حکم ہے کہ جب وہ بوڑھے ہو جائیں تو ان کے سامنے اف تک نہ کرو کیونکہ جب والدین جوان ہوتے ہیں تو عموماً اولاد ان کی بہت خدمت کرتی ہے لیکن جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لیا جاتا ہے۔

رسول خدا (ص) کے زمانے میں ایک ایسے جوان نے اسلام قبول کر لیا کہ جس کی ماں یہودیہ تھی، اس نے رسول خدا سے پوچھا کہ میری ماں یہودیہ ہے لہٰذا میں اس کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کروں آپ (ص) نے فرمایا: کہ ایسا برتاؤ کرو کہ جیسا تم نے پہلے کبھی نہ کیا ہو، جب اس نے رسولخدا (ص) کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ماں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو اس پر اس کی ماں نے اس سے پوچھا کہ تم اس طرح کیوں اچھا برتاؤ کر رہے ہو تو اس نے جواب دیا کہ میرے اسلام کی تعلیمات میں ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ مجھے بھی رسول اللہ کے پاس لے جاؤ تا کہ میں مسلمان ہو جاؤں اور اس دین رحمت و مہربانی میں داخل ہو جاؤں۔

اس کے برعکس جب والدین اپنی اولاد کے حق میں دعا کرتے ہیں تو ان پر بھی اللہ تعالی کی رحمت نازل ہوتی ہے اور ان کی دعائیں اولاد کے حق میں جلدی قبول ہوتیں ہیں۔ روایت میں ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ کے بیٹے اپنے کئے پر نادم ہو کر حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے تو عرض کی کہ اے بابا جان آپ ہمارے حق میں دعا کریں تا کہ اللہ تعالی ہماری وہ خطا معاف کر دے جو ہم نے یوسفؑ کے حق میں کی ہے۔ وہ سب جانتے تھے کہ حضرت یعقوبؑ نبی خدا ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے والد بھی ہیں اور والد کی دعا اللہ تعالی رد نہیں کرتا اس پر حضرت یعقوبؑ نے فرمایا ٹھہر جاؤ میں ہنگام سحر تمہارے حق میں دعا کروں گا کیونکہ وہ وقت دعاؤں کی قبولیت کے لئے زیادہ موزوں ہے۔[28] اسی طرح شوہر جب اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں یا بیویوں جب شوہروں سے بھلائی کرتی ہیں تو اللہ تعالی کی خاص رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ رسول خدا (ص) کی ایک حدیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ نیک اور عادل حاکم کا وجود بھی رعیت کے لئے اللہ تعالی کی رحمت ہے[29] لہٰذا مذکورہ بالا آیات قرآنی کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ رحمت خاص خدا کے حصول کا ایک سبب مؤمنین کا آپس میں اتحاد و اتفاق یا پھر ان کے بھلائی اور احسان پر مشتمل مخلص، شفیق، رحیم اور عزیز ترین ہستیوں کے ساتھ وہ روابط ہیں کہ جو کریم محسنین کی جانب سے دوسرے محسنین کے ساتھ روا رکھے جاتے ہیں جو کہ سراسر احسان پر مبنی اور قابل لمس ہوتے ہیں۔

تعلیمات اسلامی کی روشنی میں رحمت خاص خدا کے حصول کے کئی ایک اور بھی طریقے بیان کئے گئے ہیں کہ جن میں سے ایک صلہ رحمی ہے کہ جس کے بارے میں حضرت رسول خدا (ص) نے فرمایا: جس چیز کا اجر و ثواب سب سے پہلے انسان کو ملے گا وہ صلہ رحمی ہے۔[30] ایک اور مقام پر فرمایا: میں اپنی امت کے حاضرین اور غائبین اور میرے بعد قیامت تک آنے والوں کو اس بات کی تاکید کرتا ہوں کہ وہ صلہ رحمی کیا کریں، اگرچہ انہیں یہ کام انجام دینے کے لئے ایک سال کا سفر ہی کیوں نہ کرنا پڑے کیونکہ صلہ رحمی جزو دین ہے۔[31] یا پھر یہ کہ امام

صادقؑ نے فرمایا: صلہ رحمی مخلوق خدا کو نیک، دوستوں کو سخی، نفوس کو پاکیزہ، روزی میں اضافہ اور درازی عمر کا سبب ہے۔[32] اور یہی وہ انعامات ہے کہ جن کو ہر عام و خاص رحمت خدا سے تشبیہ دیتا ہے۔
ایک اور ذات کہ جسے خداوند متعال نے رحمت خاص کا مستحق قرار دیا ہے وہ خلق اللہ پر بے لوث احسان کرنے والا ہے۔ فرمایا کہ : إِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ الۡمُحۡسِنِينَ لہٰذا مخلوق خدا پر رضائے الٰہی کے لئے احسان اللہ تعالی کی رحمتوں کے حصول کا سبب ہے اور رحمت کا حصول یا اس کا انتظار اس کے ذریعے آسان ہو جاتا ہے[33]۔اس مقام پر عموماً ایک سوال پوچھا جاتا ہے کہ احسان کیا ہے؟ اکثر مفسرین کے مطابق، احسان فقط دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے کا نام ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھ بھلائی کرنے والا بھی محسنین میں سے ہے اور اپنے ساتھ بہترین بھلائی یہ ہے کہ انسان خوف و رجا میں رہتے ہوئے میانہ روی سے کام لے کہ اسی اعتدال عملی اور عقیدتی کو اپنے ساتھ احسان کہا گیا ہے[34]۔ یہی وجہ ہے کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا اگر مؤمن کے دل کو چاک کیا جائے تو اس سے دو نور ملیں گے کہ جن میں سے ایک اللہ تعالی کے خوف کا نور اور دوسرا اس کی رحمت کی امید کا نور[35]۔ پس مذکورہ بالا بحث کے نتیجے میں کہا جا سکتا ہے کہ رحمت الٰہی احسان کے ذریعے میسر ہے کہ جن میں ایک احسان دوسروں پر جبکہ دوسرا احسان خود اپنے ساتھ ہے اور اپنے ساتھ احسان کی ایک صورت خوف و رجا میں رہنا ہے۔ خوف و رجا کے اس عقیدے کا بعض خاص اوقات میں اظہار کرنا رحمت الٰہی کے آسانی کے ساتھ حاصل کرنے کا سبب بنتا ہے۔
اس کے علاوہ روایات میں ہے کہ سال کے بارہ مہینوں ، ہفتے کے دنوں اور دن و رات میں بعض ایسے اوقات ہوتے ہیں کہ جب انسان طلب رحمت کی درخواست کرتا ہے تو اسے آسانی سے رحمت خاص خدا مل جاتی ہے۔اگرچہ رحمت خاص الٰہی کے چند ایک نمونے مذکورہ بالا سطور میں بیان کئے گئے ہیں لیکن رسول خدا (ص) کی اس حدیث مبارکہ کا بیان بھی اس مقام پر لطف سے خالی نہیں ہو گا کہ : حصول رحمت الٰہی کی کلید خوف خدا میں رونا اور گریہ کرنا ہے[36] اس کے علاوہ بعض فلاسفر جب اللہ تعالی کی رحمت کے بارے میں بات کرتے ہیں تو روز و شب کے بعض اوقات کو ابواب رحمت کا نام دیتے ہیں مثلاً: ماہ مبارک رمضان میں جو دعا مانگی جائے وہ اس مہینے کی برکت کے سبب جلدی سے قبول ہو جاتی ہے، اسی طرح لیلۃالقدر کی رات، پندرہ شعبان کی رات، شب جمعہ اور روز جمعہ کے بعض خاص اوقات میں [37]، عرفہ کے دن کربلا معلیٰ میں زیر گنبد امام حسینؑ جو دعا مانگی جائے وہ بہت جلد سے قبول ہو جاتی ہے، نماز شب، ہنگام سحر، طلوع و غروب آفتاب کے وقت، یا پھر یہ کہ جب اذان ہو رہی، یا جب نماز واجب ادا کر چکیں تو فوراً بعد سجدہ میں جا کر جو دعا مانگی جائے وہ جلدی قبول ہو جاتی ہے، یا یہ کہ جب بارش ہو رہی تو جو دعا مانگی جائے قبول ہو جائے گی، کیونکہ بارش کو بذات خود رحمت خدا سے تعبیر کیا گیا ہے

وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا یہ اوقات وہ ہیں کہ جن میں مانگی جانے والی دعا جلدی قبول ہو جاتی ہے اور اس طرح سے رحمت خاص الٰہی انسان کے شامل حال ہو جاتی ہے۔

البتہ جس طرح رحمت خاص خدا بعض اعمال کی انجام دہی کے ذریعے میسر ہوتی ہے اسی طرح سے بعض دیگر ناپسندیدہ اعمال کے بجالانے سے دور بھی ہو جاتی ہے۔ پیامبر اسلام (ص) نے فرمایا کہ جو شخص کسی مؤمن کو اگرچہ ایک لفظ کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو، تکلیف پہنچائے گا، قیامت کے دن، وہ اس حالت میں محشور ہوگا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا: یہ شخص رحمت خدا سے دور ہے اور اس کی مثال اس شخص کی طرح ہوگی کہ جس نے خانہ کعبہ اور بیت المقدس کی بے حرمتی کرتے ہوئے اسے گرادیا ہو اور دس ہزار ملائکہ کو قتل کیا ہو۔[38] یا پھر یہ کہ جو لوگ خدا کے ساتھ کئے گئے وعدوں کا پاس نہیں رکھتے ایسے لوگوں کے لئے اللہ سبحانہ و تعالی نے حکم دیا ہے کہ یہ لوگ بھی رحمت خدا سے دور رہیں گے۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ: الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَ أَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيلًا أُولٰئِكَ لا خَلاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ۔ (3:77) ترجمہ: "جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔" دیلمی، ارشاد القلوب میں لکھتا ہے کہ معصومینؑ سے روایت ہے کہ: رحمت خدا سے دور ہیں وہ لوگ جو فقیروں، والدین اور رشتہ داروں پر کوئی احسان کرکے جتلاتے ہیں اور جو دین خدا سے مرتد ہو جاتے ہیں۔[39] مذکورہ بالا آیات و روایات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ دین اسلام میں معیارات اور پیمانے بنادے گئے ہیں کہ جن پر پورا اترنے والا چاہے کسی ذات، قوم، قبیلے یا رنگ و نسل سے تعلق رکھتا ہوگا وہ رحمت خدا کا مستحق قرار پائے گا اور جو شخص احکام الٰہی کی مخالفت کرتے ہوئے ان معیارات پر پورا نہیں اترے گا وہ رحمت خدا سے دور ہوگا۔ کیونکہ اس دین میں پارٹی بازی اور ایسوسی ایشن نہیں بلکہ میرٹ ہے۔ اس طرح سے کوئی یہ نہیں کہ سکتا کہ مجھے رحمت خدا کا وعدہ کیا گیا اور جنت کی بشارت دے دی گئی ہے اب چاہے میں جو کچھ کرتا رہوں بخشش ہو چکی ہے۔ دین اسلام میں ایسا ہرگز نہیں، بلکہ قران کریم نے فرمایا: کہ جو کوئی آخری دم تک احکام الٰہی پر ثابت قدم رہا اور نیک اعمال کو اپنے ساتھ لایا وہ بخشش کا مستحق ہے ورنہ تاریخ اسلام میں ایسے بے شمار واقعات و موارد موجود ہیں کہ لوگ اپنی ابتدائی عمر میں مؤمن، پرہیزگار، عابد اور سخی وغیرہ تھے لیکن زندگی کے آخری حصے میں بے دین ہو کر مرے، ان میں سے بعضوں نے اپنے زمانے کے امام اور خلیفۃ المسلمین سے جنگ کی اور بعض نے آل رسول (ص) اور دیگر مسلمانوں کا بے جرم و بے خطا خون بہایا، ان کے گھر لوٹے اور ان کے خاندان کو قیدی بنا کر گلیوں بازاروں اور درباروں میں پھرایا کہ کربلا کا واقعہ اس کی ایک مثال ہے۔ اس طرح سے قرآن کریم کا حکم ہے کہ جو آخری عمر تک دین پر ثابت قدم رہا وہ رحمت خدا کا مستحق قرار پائے گا ارشاد ربانی ہے:

مَنْ جاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثالِها وَ مَنْ جاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلا يُجْزى إِلاَّ مِثْلَها وَ هُمْ لا يُظْلَمُونَ۔ (6:160)

ترجمہ: "جو (اللہ کے پاس) ایک نیکی لے کر آئے گا اسے دس گنا (اجر) ملے گا اور جو برائی لے کر آئے گا اسے صرف اسی برائی جتنا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

رحمت خدا کے شامل ہونے کی علامات اور نشانیاں

ہر وہ نعمت کہ جس سے اللہ تعالی نے بندوں کو نوازا ہے در حقیقت وہ ان کے لئے رحمت خدا ہیں، کہ جن میں بعض نعمتیں وہ ہیں کہ جو خود انسان کی ذات اور اس کے وجود سے مربوط ہیں جبکہ بعض دوسری وہ ہیں کہ جو اس کی معاشرتی زندگی سے وابستہ ہیں۔ روایات میں ہے کہ: صحت اور سلامتی، عزت وآبرو، مال واولاد، دوست احباب اور زن و ذر وغیرہ کہ جب اعتدال میں ہوں تو نعمات خداوندی ہیں کہ جب وہ کسی کو میسر ہوتی ہیں تو در حقیقت رحمت الہی کے شامل حال ہونے کی علامات ہیں۔ اسی طرح جب ہم اللہ تعالی سے رحمت کی طلب کرتے ہیں تو اللہ تعالی بھی ہمیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم بھی دوسروں کے ساتھ رحمت ساتھ پیش آؤ۔ یہی وجہ ہے کہ جب امام علیؑ نے جب مالک اشتر کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا تو فرمایا مالک لوگوں کے ساتھ ایسے رحمت کے ساتھ پیش آنا جیسے آپ خود اللہ تعالی سے رحمت کے امیدوار ہیں۔

پس جب دین مبین اسلام کی اساس پر نظر پڑتی ہے تو یہی دیکھائی دیتا ہے کہ اس دین کی بنیاد در رحمت پر رکھی گئی ہے مثلاً جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات کرتا ہے تو اسے یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کوئی بھی بات کرنے سے پہلے، مسلمان بھائی پر سلام کرے اور اسے کہے کہ "السلام علیکم" اور جواب دینے والے کے لئے کہا گیا ہے کہ و احسن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہے "وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ" اور اگر سلام کرنے والا کہے "السلام علیکم و رحمۃ اللہ" تو جواب دینے والا کہے: وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ" یا پھر یہ کہ جب گھر میں داخل ہوں تو اہل خانہ پر سلام کریں کہ اس سے رزق و روزی میں اضافہ اور رحمت خاص خدا میسر ہوتی ہے۔ زندہ تو زندہ اسلام مردگان کے لئے بھی حکم دیتا ہے کہ جب آپ ان کے دیار (قبرستان) میں جائیں تو سب سے پہلے ان پر سلام کرتے ہوئے کہیں "السلام علیکم یا اہل القبور" کہ یہ عمل خود رسول اللہ (ص) کی سیرت سے ثابت ہے۔[40] اور اس طرح سے مردگان کے لئے اللہ تعالی سے اس کی رحمت طلب کرنا دین اسلام کی تعلیمات میں شامل ہے۔ لہذا یہ وہ مقام ہے کہ جس پر دین مبین اسلام دیگر تمام ادیان و مذاہب سے ممتاز ہو جاتا ہے اور اس کے امن پسند دین ہونے کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ یہ باہمی میل جول اور اجتماعی روابط کا آغاز ایک دوسرے کے لئے رحمت کی دعا کرنے سے

کرتا ہے۔اسی طرح جب ہم کوئی بھی کام کرتے ہیں تو اسلام کی تعلیمات کے مطابق حکم دیا گیا ہے کہ آپ اس کے آغاز سے پہلے کہیں : "بسم اللہ الرحمن الرحیم" *اور فرمایا دین اسلام کی نظر میں بہترین عمل وہ ہے جو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے شروع کیا جائے اور اس روٹ میں پھر لفظ رحمت ہے کہ جس کا مطلب اللہ تعالی کو رحمان اور رحیم جانتے ہوئے اس کے بابرکت نام سے اپنے کام کا آغاز کرنا ہے۔

نتیجہ

جو بیان کیا گیا وہ رحمت خدا کے اسلامی تصور کے بارے میں ہے۔ رحمت خدا ایک ایسا موضوع ہے کہ جو ہر زمانے میں انسانیت کے درمیان زیر بحث رہا ہے۔ اس موضوع پر جہاں قرآن و حدیث میں تاکید ہوئی ہے وہیں دیگر ادیان آسمانی میں بھی ابحاث موجود رہی ہیں۔ عیسائیت کے متعصب اسپیکر اسے اپنے مذہب کی ملکیت سمجھتے ہوئے، دیگر ادیان اور خصوصاً دین اسلام کو اس کے حوالے سے متہم کرتے چلے آئے ہیں کہ عیسائیوں کا خدا رحمت والا جبکہ مسلمانوں کا خدا اس کے برعکس ہے حالانکہ مسلمان بھی مدعی ہیں کہ دین اسلام میں رحمت خدا غضب الٰہی پر غالب ہے۔

مذکورہ بالا مدعا کے اثبات یا رد کے لئے ضروری تھا کہ رحمت خدا کا لغوی و اصطلاحی تعارف اور اسلام میں اس کے تصور کے بارے میں کوئی تحقیقی تحریر عمل میں لائی جائے کہ جو اس موضوع پر معرفت و آگاہی حاصل کرنے والوں کے سامنے اس کی حقیقت پیش کر سکے۔ یہ تحقیق تاریخی نقطہ نظر سے توصیفی۔ تحلیلی طریقہ کار کے ساتھ انجام دی گئی ہے کہ جس میں لائبریریز اور مصادر اصلی سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کی انجام دہی کے بعد یہ واضح کیا گیا ہے کہ چونکہ بعض انسانوں میں بخشش، صبر اور اسلامی فراست کم ہوتی ہے اس لئے دیگر ادیان کے کچھ مبلغین، ایسے مسلمانوں کے افعال و افکار کو دیکھ کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ دین اسلام میں غضب خدا، رحمت الٰہی پر غالب ہے جبکہ اسلام اپنی تعلیمات کی پیش نظر دین رحمت ہے۔

دین اسلام کے دین رحمت ہونے کے جہاں پر قرآن مجید میں سینکڑوں شواہد موجود ہیں وہیں افعال و احادیث پیامبر (ص) و آئمہ طاہرینؑ اس حقیقت کے آئینہ دار ہیں۔ قرآن مجید میں تین سو چودہ (۳۱۴) مقامات پر لفظ رحمت استعمال ہوا ہے کہ جن میں فقط لفظ (رحمٰن [41]) جو کہ اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک ہے اور جسے خدا کے علاوہ کسی اور کے ساتھ توصیف نہیں کیا جا سکتا، ایک سو انتر (۱۶۹) مرتبہ میں آیا ہے۔ قرآن کریم گناہ گار ترین افراد

---

*رحمٰن ور حیم کے مفاہیم سے آگاہی کے لئے اسی مقالہ کے مقدمہ کی طرف رجوع کریں۔

کو بھی رحمت خدا سے مایوس ہونے سے روکتے ہوئے انہیں اللہ تعالی کی رحمتوں کا امیدوار رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ دین اسلام نے اپنے لیگل سسٹم، کریمنل لاء اور ایتھکل سسٹم میں عفو و بخشش کو قصاص کی نسبت برتری دی کہ جس کا اشارہ دین اسلام کے دین رحمت ہونے کی طرف ہے۔

اس کے بعد جب بانی اسلام (ص) سے کفار اور مشرکین کی نابودی کی دعا کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ (ص) نے یہ کہتے ہوئے انکار فرمادیا کہ میں رسول رحمت بن کر آیا ہوں۔ آپ (ص) نے ہمیشہ راستہ میں کانٹے بچھانے والوں کے راستوں کو صاف کیا، پتھر مارنے والوں کو سینے سے لگایا اور گالیاں دینے والوں کو دعائیں دیں۔ آپ (ص) نے اپنے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام کے قاتل "وحشی" کو معاف کر دیا اور فتح مکہ کے موقع پر اپنے بدترین دشمنوں کے لئے عام معافی کا اعلان فرما کر یہ ثابت کیا کہ دین اسلام کی بنیاد رحمت خدا پر رکھی گئی ہے۔ تاریخ اسلام میں اگر کسی مسلمان عالم دین نے اسلامی تعلیمات سے کافی آگاہی نہ ہونے کے سبب اللہ تعالی کی رحمت پر غضب الہی کو بیشتر فوقیت دی کہ جس سے اغیار کو باتیں کرنے کا موقعہ ملا، تو اس کے برعکس اسلام کے حقیقی پیشواؤں نے اس نقطہ نظر کو صاف صاف الفاظ میں رد کرتے ہوئے اللہ تعالی کی رحمتوں کا اس طرح تعارف کروایا کہ جیسے وہ ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے پیش نظر رحمت خدا دو طرح کی ہے ایک رحمت عام کہ جس کے سبب کائنات اور اس میں موجود ہر چیز کا وجود باقی ہے کہ جسے خداوند متعال نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور وہ فرمانبرداروں اور نافرمانوں سب کے شامل حال ہے جبکہ دوسری رحمت، رحمت خاص ہے کہ جسے اللہ تعالی نے اپنے مومن بندوں کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور وہ کسبی ہے کہ جسے اولیائے الہی اپنی کوشش اور جستجو کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے رحمت خاص الہی کے حصول کے بہت زیادہ طریقے اور اعما بیان کئے گئے ہیں کہ جو مختلف اوقات میں انجام دینے سے اللہ تعالی کی رحمت حاصل کی جا سکتی ہے لیکن جس طرح رحمت خاص الہی کو بعض اعمال کے انجام دینے سے حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح بعض دوسرے ناپسندیدہ اعمال کے ذریعے انسان رحمت خاص خدا سے دور بھی ہو جاتا ہے۔ آخر پر یہ کہ یہ تحقیق اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ دین اسلام میں رحمت خدا، غضب الہی پر حاوی ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔ علی اکبر، قریشی، *تحت لفظ رحمان* (ندارد: بلیاوی، ندارد)277۔
2۔ علی اکبر، قریشی، *تحت لفظ رحمان*، ج3 (ندارد: بلیاوی، ندارد)72 ۔
3۔ محمد باقر، مجلسی، *بحارالانور*، ج43 (تہران: اسلامیہ، ندارد) 283۔ فتال نیشابوری، روضۃ الواعظین وبیصرۃ المتعظین، ج2 (قم: رضی، ندارد) 369۔
4۔ شیخ حسن، دیلمی، *إرشاد القلوب إلی الصواب*، ج1 (قم: شریف رضی، 1412ق)176۔
5۔ موریس، بوکائلے، *بائیبل قرآن اور سائنس*، ترجمہ: ثناء الحق صدیقی (سیالکوٹ: وقاص پبلشرز 2000ء)13 -14۔
6۔ مولوی، فیروز الدین، *فیروز اللغات اردو جامع* (لاہور: فیروز سنز، 2019)280۔
7۔ علی اکبر، دہخدا، *لغت نامہ دہخدا* (ندارد: ندارد، 2019) ندارد۔
8۔ بے نام، کیمبرج ڈکشنری (ندارد: ندارد، ندارد) ندارد۔
9۔ حسین بن محمد، الراغب الصفہانی، *مفردات الفاظ قرآن*، ترجمہ: محمد عبداللہ فیروزپوری، ج1 (لاہور: شیخ شمس الحق، اسلامی اکیڈمی، ندارد) 413-؛ سید محمد حسین طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن* ج1 (قم: اسماعیلیان، 1393ق)23۔
10۔ علی اکبر، قریشی، *تحت لفظ رحمان*، ج3 (ندارد: بلیاوی، ندارد)68 ۔
11۔ علی اکبر، قریشی، *تحت لفظ رحمان*، ج3 (ندارد: بلیاوی، ندارد)68 ۔
12۔ علی اکبر، قریشی، *تحت لفظ رحمان*، ج3 (ندارد : بلیاوی، ندارد)72 ۔
13۔ شیخ حسن، دیلمی، *ارشاد القلوب إلی الصواب*، ج2، ج1 (قم: شریف رضی، 1412ق)418،5۔
14۔ علی اکبر، قریشی، *تحت لفظ رحمان*، ج3 (ندارد، بلیاوی، ندارد)72 ۔
15۔ شیخ عباس، قمی، *کلیات مفاتیح الجنان*، ترجمہ: مہدی الہی قمشہ ای (قم: دانش برنا، 1391ش)114 ۔
16۔ شیخ طبرسی، احمد عابدی، *الآداب الدینیۃ للخزانۃ المعینیۃ* باترجمہ عابدی (قم: ندارد، 1380ق)261۔
17۔ شیخ حسن، دیلمی، *إرشاد القلوب إلی الصواب*، ج1 (قم: شریف رضی، 1412ق)109 ۔
18۔ شیخ طبرسی، احمد عابدی، *الفصل الرابع فی ذکر بعض مناقبہ وفضائلہ* (ندارد: ندارد، ندارد)261۔
19۔ حرانی، ابن شعبہ، *تحف العقول عن آل الرسول* ﷺ (قم: جامعہ مدرسین، 1404ق)205
20۔ شیخ حسن، دیلمی، *إرشاد القلوب إلی الصواب*، ج1 (قم: شریف رضی، 1412ق)109 ۔
21۔ شیخ عباس، قمی، *کلیات مفاتیح الجنان*، ترجمہ: مہدی الہی قمشہ ای (قم: دانش برنا، 1391ش)241 ۔
22۔ حسین، انصاریان، جلوہ ھای رحمت پروردگار، سخنرانی، 26 خرداد، 1398, ویب سائیٹ:
http://www.erfan.ir
23۔ شیخ حسن، دیلمی، *إرشاد القلوب إلی الصواب*، ج1 (قم: شریف رضی، 1412ق)149 ۔
24۔ شیخ حسن، دیلمی، *إرشاد القلوب إلی الصواب*، ج1 (قم: شریف رضی، 1412ق)151-153۔
25۔ محمد بن علی، شیخ صدوق، *ثواب الأعمال وعقاب الأعمال* (قم: دار الرضی، 1406ق)131 ۔

26۔ محمد باقر، مجلسی، *بحارالانور*، ج71 (تہران: اسلامیہ، ندارد) 66۔

27۔ محمد باقر، مجلسی، *بحارالانور*، ج71 (تہران: اسلامیہ، ندارد) 325۔

28۔ بے نام جزائری، *النورالمبین فی قصص الانبیاء والمرسلین* (قم: آیت اللہ مرعشی، 1404ق) 171۔

29۔ شیخ طبرسی، احمد عابدی، *الآداب الدینیۃ للخزانۃ المعینیۃ* باترجمہ عابدی (قم: ندارد، 1380ق) 363۔

30۔ شیخ طبرسی، احمد عابدی، *الآداب الدینیۃ للخزانۃ المعینیۃ* باترجمہ عابدی، ج3 (قم: ندارد، 1380ق) 223۔

31۔ محمد بن یعقوب، کلینی، *الکافی*، ج2 (تہران: اسلامیہ، 1362ق) 151۔

32۔ محمد بن یعقوب، کلینی، *الکافی*، ج2 (تہران: اسلامیہ، 1362ق) 151۔

33۔ محسن علی قرائتی، *تفسیر نور* 56 سورہ اعراف (تہران، آن لائن، آخری مشاہدہ 7 دسمبر 2019، ویب سائیٹ:

http://www.ghbook.ir/index.php?option=com

34۔ اخوان حکیمی و احمد آرام، الحیاۃ باترجمہ احمد آرام، ج1 (تہران: دفتر نشر فرہنگ اسلامی 1380ش) 729۔

35۔ محسن علی قرائتی، *تفسیر نور* 56 سورہ اعراف (تہران: آن لائن، آخری مشاہدہ 7 دسمبر 2019، ویب سائیٹ:

http://www.ghbook.ir/index.php?option=com

36۔ شیخ حسن، دیلمی، *ارشاد القلوب الی الصواب*، ج1 (قم: شریف رضی، 1412ق) 98۔

37۔ محمد بن علی، شیخ صدوق، *امالی الصدوق* (بیروت: اعلمی، 1400ق) 606۔

38۔ شیخ حسن، دیلمی، *ارشاد القلوب الی الصواب*، ج1 (قم: شریف رضی، 1412ق) 76-77۔

39۔ شیخ حسن، دیلمی، *ارشاد القلوب الی الصواب* (قم: شریف رضی، 1412ق) 1، 341/2۔

40۔ شیخ طبرسی، *اعلام الوری بأعلام الہدی*، (تہران: اسلامیہ، 1390ق) 133۔

41۔ علی اکبر، قریشی، *تحت لفظ رحمان* (ندارد: لیاوی، ندارد) 277۔

کتابیات

1. اخوان، حکیمی و آرام، احمد، *الحیاۃ* باترجمہ احمد آرام، تہران: دفتر نشر فرہنگ اسلامی، 1380ش۔
2. بلیاوی، عبدالحفیظ، *مصباح اللغات* مکمل عربی اردو ڈکشنری، لاہور: مکتبہ قدوسیہ ندارد۔
3. بوکائیے، موریس، *بائیبل قرآن اور سائنس*، ترجمہ: ثناء الحق صدیقی، سیالکوٹ: وقاص پبلشرز، 2000ء۔
4. جزائری، *النور المبین فی قصص الانبیاء والمرسلین*، قم: آیت اللہ مرعشی، 1404ق۔
5. حرانی، ابن شعبہ، *تحف العقول عن آل الرسول ﷺ*، قم؛ جامعہ مدرسین، 1404ق۔
6. دہخدا، علی اکبر، *لغتنامہ دہخدا*، آن لائن، ندارد، ندارد، 2019، آخری مشاہدہ، 7 دسمبر 2019، ویب سائٹ:

https://www.vajehyab.com/?

7. دیلمی، شیخ حسن، *ارشاد القلوب الی الصواب*، قم: شریف رضی، 1412ق۔
8. شیخ صدوق، محمد بن علی، *ثواب الاعمال وعقاب الاعمال*، قم: دارالرضی، 1406ق۔
9. شیخ صدوق، محمد بن علی، *امالی الصدوق*، بیروت: اعلمی، 1400ق۔
10. طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، قم، اسماعیلیان، 1393ق۔

11. طبرسی، شیخ، عابدی احمد، الآداب الدینیۃ للخزانۃ المعینیۃ با ترجمہ عابدی، قم: زائر، 1380ق۔
12. طبرسی، شیخ، إعلام الوریٰ بأعلام الہدیٰ، تہران: اسلامیہ، 1390ق۔
13. فیروزالدین، مولوی، فیروزاللغات اردو، (جامع)، نیا ایڈیشن، لاہور: مطبوعہ فیروز سنز 2019، آن لائن، آخری مشاہدہ، 7 دسمبر 2019ء، ویب سائیٹ: https://www.urduweb.org/mehfil/threads
14. قرائتی، محسن، تفسیر نور، تہران: مرکز فرہنگی، 1387ش، آنلائن، آخری مشاہدہ 7 دسمبر 2019، ویب سائیٹ:
http://www.ghbook.ir/index.php?option=com
15. قریشی، علی اکبر، قاموس قرآن، چ اول، قم: دارالکتب اسلامیہ، 1395ق۔
16. قمی، شیخ عباس، کلیات مفاتیح الجنان، ترجمہ: مہدی الہی قمشہ ای، قم: دانش برنا، 1391ش۔
17. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، تہران: اسلامیہ، 1362ق۔
18. کیمبرج ڈکشنری، آن لائن، آخری مشاہدہ، 30 اکتوبر 2019، سایٹ لنک:
https://dictionary_cambridge_org/dictionary/english/
19. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، تہران: اسلامیہ، ندارد۔
20. معین، فرہنگ معین۔ آن لائن، ندارد، ندارد، 2019، آخری مشاہدہ، 7 دسمبر 2019، ویب سائیٹ:
https://www.vajehyab.com/?
21. الراغب الأصفہانی، حسین بن محمد، مفردات الفاظ قرآن، ترجمہ محمد عبداللہ فیروزپوری، لاہور: شیخ شمس الحق، اسلامی اکیڈمی، ندارد
22. نیشابوری، فتال، روضۃ الواعظین و بصیرۃ المتعظین، قم: رضی، ندارد۔